بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۳۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعرات

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸	۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۹۴ھ ۔ ۴ وفا ۱۳۵۳ ہش ۔ ۴ جولائی سنہ ۱۹۷۴ء	نمبر ۱۵۲

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۴ وفا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ :۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ہر طرح صحت و عافیت سے رکھے۔ حضور کی عمر کو دراز سے درازتر فرمائے اور رُوئے زمین پر غلبۂ اسلام کے ضمن میں حضور کے مقاصدِ عالیہ کو اپنی معجزانہ قدرت اور غیر معمولی تائید و نصرت سے جلد تر پورا فرمائے۔

اٰمین اللّٰھم اٰمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی مرتبہ اور مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین اور آخرین پر فضیلت بخشی ہے

"میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دُنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دُنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اِس لئے خدا نے جو اُس کے دِل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مُرادیں اس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اُس کے کِسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذریّتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کُنجی اُس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اِس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحیدِ حقیقی ہم نے اسی نبیؐ کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس کامل نبیؐ کے ذریعہ سے اور اس کے نُور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبیؐ کے ذریعہ سے ہمیں میسّر آیا ہے اس آفتابِ ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵، صفحہ ۱۱۶)

فضل کو جذب کرنیوالی دُعائیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

"قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت آدم کو شیطان نے دھوکہ دے دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی غلطی سے آگاہ کیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (اعراف ع ۲)

یعنی اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تُو ہماری غلطی کو معاف نہ فرمائے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم گھاٹا پانے والے لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ یہی دعا انہوں نے سیکھی تھی۔ اِس آیت میں ایک اور لطیف بات بتائی گئی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل کی جاذب زیادہ تر وہی دعائیں ہوتی ہیں جو وہ خود سکھلاتا ہے۔ بہت سے انسان اپنی طرف سے دعائیں بناتے ہیں لیکن وہ ایسی ناقص اور لغو ہوتی ہیں کہ بعض اوقات وہ دعاؤں کی بجائے بددعاؤں کا مفہوم ادا کرتی ہیں۔ اِس سے ہمارا یہ مطلب نہیں کہ انسان اپنے الفاظ میں دعا مانگے ہی نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے ایسا مضبوط تعلق پیدا کرے کہ جب وہ کسی مشکل یا مصیبت میں گرفتار ہو تو آدم اور دوسرے بزرگوں کی طرح اللہ تعالیٰ خود ہی اسے وہ دعا سکھلا دے جس کے مانگنے سے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کر سکے۔" (تفسیر کبیر جلد اوّل جزو اوّل صفحہ ۳۴۶/۳۴۷)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ
الفضل
ربوہ
مورخہ ۴ ماہ وفا ۱۳۵۳ھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُعاؤں سے غفلت اور اس کا انجام

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنوں کو بکثرت دعائیں کرنے کا حکم دیا ہے اور اور ساتھ ہی یہ بشارت بھی دی ہے کہ وہ ان کی دعاؤں کو قبول کرکے ان کی مرادیں انہیں عطا کرے گا اور ان کی نیک تمنّاؤں کو اُن کے حق میں پورا کرے گا جیساکہ وہ خود فرماتا ہے:-

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ (المومن آیت ۶۱)

اور تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دُعا سنوں گا۔ جو لوگ ہماری عبادت کے معاملہ میں تکبر سے کام لیتے ہیں وہ ضرور جہنم میں رُسوا ہو کر داخل ہوں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بالالتزام دُعائیں کرنے کا ہی حکم نہیں دیا ہے بلکہ اس امر سے بھی خبردار فرمایا ہے کہ جو لوگ بوجہ تکبر دُعائیں کرنے میں غفلت سے کام لیں گے انہیں نہ صرف اگلے جہان میں بلکہ اس جہان میں ہی جہنم میں داخل کیا جائے گا اور رسوائی ان کے لئے مقدر کر دی جائے گی۔ سو دُعا (جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کا مغز قرار دیا ہے) سے غفلت اور لاپرواہی نہایت ہی خطرناک انجام پر منتج ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی ایک علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ دعاؤں میں مصروف رہتے ہیں بلکہ یہ دُعا بھی کرتے رہتے ہیں کہ اے خُدا تو ہمیں اُس عذاب جہنم سے بچا اور محفوظ رکھ جو دُعاؤں سے غافل ہونے کی صورت میں انسان پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ الفرقان میں اپنے خاص بندوں کی علامات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ڰ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ڰ اِنَّهَا سَاۗءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝

(الفرقان آیات ۶۶، ۶۷)

اور وہ (یعنی رحمٰن کے بندے) کہتے (یعنی دُعا کرتے رہتے) ہیں اے ہمارے رب ہم سے جہنم کا عذاب ٹلا دے۔ اس کا عذاب ایک بہت ہی بڑی تباہی ہے۔

یہ جہنم کا عذاب چونکہ دعاؤں سے غفلت کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے اس لئے رحمٰن کے بندوں کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ دُعاؤں سے کبھی غافل نہیں ہوتے وہ دن رات دعاؤں میں مشغول رہتے ہیں اور خاص طور پر یہ دُعا بھی کرتے رہتے ہیں کہ اے خُدا تو ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم شیطان کے بہکائے میں آکر دُعا سے کبھی غافل نہ ہوں۔ کبھی ایسا نہ ہو کہ ہم دُعاؤں سے غفلت برتنے کے نتیجہ میں اگلے جہان میں بھی اور اِس جہان میں بھی جہنم کے عذاب کے مستحق ٹھہریں۔ چونکہ اس دُعا میں اخروی جہنم کے علاوہ اِس جہان میں ہی پیدا ہونے والی جہنم اور اس کے عذاب سے بچنے کا ذکر بھی کیا گیا ہے اس لئے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ الفرقان کی مذکورہ بالا آیات (یعنی آیات ۶۶، ۶۷) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

"اس جگہ جہنم سے گو اخروی جہنم بھی مراد ہے جس سے ہر سچا مومن اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہے مگر دنیوی نقطۂ نگاہ سے ہر وہ امر جو انسان کے لئے دُکھ اور تکلیف کا موجب ہو اور جس سے اس کی جان و مال یا عزت و آبرو کو خطرہ ہو اور جو اسے قوم و ملک کی نظروں میں گرانے اور ذلیل کرنے والا ہو وہ بھی اس کے لئے جہنم ہی کا رنگ رکھتا ہے۔ دراصل جہنم جھن اور جھم سے مرکب ہے۔ جھن کے معنے کسی چیز کے قریب ہونے کے ہوتے ہیں اور جھم کے معنے مُنہ کے بگڑ جانے کے ہیں۔ پس جہنم کے لفظ کا اطلاق ہر ایسی چیز پر ہو سکتا ہے جس کی طرف انسان پہلے تو بڑے شوق اور حرص کے ساتھ بڑھے مگر جب وہ اس کے قریب پہنچے تو اس کا مُنہ بگڑ جائے اور وہ گھبرانے لگ جائے۔ اس نام میں درحقیقت جہنمی افعال کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ انسان پہلے تو عیاشیوں اور بدکاریوں کو بڑا اچھا فعل سمجھتا اور ان کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتا ہے مگر جب وہ ان بدیوں میں ملوث ہو جاتا ہے اور ان کا بُرا انجام آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو اس کا مُنہ بگڑ جاتا ہے اور وہ رونے اور چیخیں مارنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے تو بڑی غلطی کی۔

ان معنوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس آیت میں عباد الرحمٰن کی یہ علامت بتائی گئی ہے کہ وہ اُٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ سے یہ دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ الٰہی ہمیں ہر ایسے کام سے بچائیو جو ہمیں دُنیا و آخرت میں ذلیل کرنے والا ہو۔ تو ہمیں افلاس اور تنگدستی کے جہنم سے بچا۔ ہمیں جہالت اور کم علمی کے جہنم سے بچا۔ ہمیں بداخلاقی اور عیاشی کے جہنم سے بچا۔ ہمیں دنیاداری اور دہریت کے جہنم سے بچا، ہمیں لامذہبیت اور اباحت کے جہنم سے بچا، ہمیں منافقت اور بے ایمانی کے جہنم سے بچا، ہمیں خودسری اور جھوٹ اور ظلم اور تعدی کے جہنم سے بچا، ہمیں اپنی محبت اور رضا سے دوری کے جہنم سے بچا کیونکہ خواہ یہ برائیاں ہم میں عارضی طور پر پیدا ہوں یا مستقل طور پر بہرحال ان کا پیدا ہونا تو الگ رہا ہم میں عارضی اور وقتی طور پر بھی یہ خرابیاں پیدا نہ ہوں اور ہمیشہ ہمارا قدم صراط مستقیم پر قائم رہے۔ گویا وہی دُعا جو سورہ فاتحہ میں غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّاۗلِّيْنَ کے الفاظ میں سکھائی گئی ہے اس جگہ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ کے الفاظ میں دُہرا دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی یہ علامت بتائی گئی ہے کہ باوجود اس کے کہ انہیں دُنیا پر غلبہ حاصل ہوتا ہے پھر بھی قومی تنزل کا خوف ہر وقت ان کو آستانہ ایزدی پر جھکائے رکھتا ہے اور وہ رات دن دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ الٰہی ہم میں اور ہماری آئندہ نسلوں میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہو تاکہ وہ جنت جو تُو نے محض اپنے فضل سے ہمیں عطا فرمائی ہے وہ ہمیشہ قائم رہے اور کوئی ابلیس سانپ کی شکل اختیار کرکے ہماری ایڑی کو نہ کاٹ لے۔

اگر مسلمان اپنے غلبہ کے اوقات میں اس قرآنی دُعا کو ہمیشہ یاد رکھتے اور ہر کامیابی کے حصول پر قومی تنزل کے خطرات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تو اللہ تعالیٰ ان پر دائمی طور پر اپنا فضل نازل کرتا اور ہمیشہ ان کا قدم ترقی کے میدان میں آگے ہی آگے بڑھتا رہتا۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۱۵۳، صفحہ ۱۵۴)

الغرض مومنوں کا یہ ایک بنیادی فرض ہے کہ وہ ہر دم اور ہر آن دعاؤں میں مصروف رہیں اور دعاؤں سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوں کیونکہ دعاؤں سے غفلت بسا اوقات انسان کیلئے اسی دنیا میں جہنم کے سامان پیدا کر دیتی ہے اور اس طرح اسے اِسی جہان میں جہنم کے عذاب سے دوچار ہونا پڑتا ہے ۞

ہر قسم کے ضرر سے بچنے کا طریق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے نقصان اور ضرر سے بچنے کا یہ طریق بتایا ہے کہ انسان دعا سے کبھی غافل نہ ہو اور خدا تعالیٰ سے اس کی نصرت اور مدد طلب کرتا رہے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صحابہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُوْلُ فِيْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَّمَسَاۗءِ كُلِّ لَيْلَةٍ: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اِلَّا لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْءٌ (ترمذی کتاب الدعوات)

جو شخص روزانہ صبح شام تین بار یہ دعا مانگتا ہے کہ میں اس اللہ تعالیٰ کے نام کی مدد چاہتا ہوں جس کے نام کے ہوتے ہوئے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی وہ دعاؤں کو سُننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی ۞

ہر قسم کی انسانی ضرورتوں پر حاوی قرآنی دُعا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سورہ بقرہ کی آیت وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمایا کہ ایک گروہ ایسا ہے جو یہ دعا کرتا رہتا ہے کہ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنی الٰہی ہمیں دنیا میں بھی عزت بخش اور آخرت میں بھی ہمارے مقام کو بلند کر۔ اگر ہمیں دُنیا ملے تو ہم اُسے اپنی ذات کے لئے استعمال نہ کریں بلکہ تیرے دین کی شوکت ظاہر کرنے کے لئے استعمال کریں اور تیری رضا اور خوشنودی کے لئے اسے صرف کریں اگر ایسا ہو تو پھر انسان کو دنیا میں بھی عزت ملتی ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور بھی اس کا مرتبہ بڑھتا ہے یہ دعا جو اسلام نے ہمیں سکھائی ہے بظاہر بہت چھوٹی سی دُعا ہے لیکن ہر قسم کی انسانی ضرورتوں پر حاوی ہے۔ انسان کہتا ہے۔ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً اے ہمارے رب ہم کو اس دنیا میں حسنہ دے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حسنہ کا جو لفظ استعمال فرمایا ہے یہ درست نہیں۔ حسنات کا لفظ استعمال کرنا چاہیئے تھا جس کے معنے بہت سی نیکیوں کے ہیں مگر یہ اعتراض عربی زبان سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر یہاں حسنات کا لفظ ہوتا تو اس کے معنے یہ ہوتے کہ ہمیں کچھ اچھی چیزیں ملیں۔ لیکن حسنہ کے یہ معنے ہیں کہ ہمیں جو کچھ ملے خیر ہی ملے پس

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

کے یہ معنے ہیں کہ اے ہمارے رب دُنیا میں ہم کو جو کچھ دے حسنہ دے۔ روٹی دے تو حلال ہو طیب ہو پکنے والی ہو۔ کپڑا دے تو حلال دے طیب دے۔ ضرورت کے مطابق دے۔ تنگ نہ کرنے والا دے پسندیدہ دے بیوی دے تو ایسی دے جو ہمدرد ہو، ہم خیال ہو۔ دیندار ہو۔ محبت کرنے والی ہو۔ نیکی میں تعاون کرنے والی ہو بچے پیدا کرنے والی ہو۔ بچوں کی نیک تربیت کرنے والی ہو۔ مکان دے تو مبارک ہو۔ وہ بیماریوں والا گھر نہ ہو سل دق اور ٹائیفائیڈ کے جراثیم اس میں نہ ہوں۔ کوئی چیز ایسی نہ ہو جو صحت پر بُرا اثر کرنے والی ہو۔ کوئی ہمسایہ ایسا نہ ہو جو دکھ دینے والا ہو۔ وہ ایسے محلہ میں نہ ہو جہاں کے رہنے والے بُرے ہوں وہ ایسے شہر میں نہ ہو جسے تو میرے لئے اچھا نہ سمجھتا ہو۔ ہمیں حاکم دے تو ایسے دے جو رحمدل ہوں۔ تقویٰ سے کام لینے والے ہوں۔ انصاف سے کام لینے والے ہوں ماتحتوں سے محبت کرنے والے ہوں۔ ہمیں استاد دے تو ایسے دے جو علم رکھنے والے اور اچھا پڑھانے والے ہوں۔ وہ شوق سے پڑھائیں وہ ظالم نہ ہوں خرابیاں پیدا کرنے والے اور دہریت کو ورغلانے والے نہ ہوں۔ دوست دے تو ایسے دے جو خیرخواہ ہوں محبت کرنے والے ہوں۔ مصیبت میں کام آنے والے ہوں خوشی میں شریک ہونے والے ہوں۔ دکھوں میں ہاتھ بٹانے والے ہوں۔ غرض رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً اے ہمارے رب! دنیا میں ہم کو وہ چیز دے جو حسنہ ہو پس یہاں حسنات کی بجائے حسنہ کا لفظ رکھ کر اس کے مفہوم کو خدا تعالیٰ نے وسیع کر دیا ہے اور جب مومن یہ دعا کرتا ہے تو دوسرے الفاظ میں وہ یہ کہتا ہے کہ خدایا مجھے ہر وہ چیز دے جو میری ضرورت کے مطابق ہو اور پھر وہ چیز ایسی ہو جو نہایت اچھی ہو مگر اچھی چیز کے لئے اور الفاظ بھی استعمال ہو سکتے تھے خدا تعالیٰ نے وہ الفاظ استعمال نہیں کئے بلکہ حسنہ کا لفظ استعمال کیا ہے اسلئے یہ لفظ ظاہری اور باطنی دونوں خوبیوں پر دلالت کرتا ہے ہو سکتا ہے کہ ایک چیز اپنے فوائد اور خوبیوں کے لحاظ سے اچھی ہو مگر ظاہری صورت کے لحاظ سے اچھی نہ ہو مثلاً کسی شخص کی بیوی بڑی بااخلاق ہو مگر فرض کرو وہ نکٹی ہے یا اندھی ہے یا بہری ہے تو وہ حسنہ نہیں کہلائے گی۔ حسنہ وہی بیوی کہلائے گی جس کے اخلاق بھی اچھے ہوں شکل بھی اچھی ہو ظاہر بھی اچھا ہو اور باطن بھی اچھا ہو تو حسنہ کا لفظ ظاہری اور باطنی دونوں خوبیوں پر دلالت کرتا ہے اور مومن اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہے کہ خدایا مجھے جو چیز بھی دے وہ ایسی ہو جو ظاہری اور باطنی دونوں خوبیاں رکھتی ہو۔

پھر فرمایا وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً آخرت میں بھی ہمیں وہ چیز دے جو حسنہ ہو یعنی وہ بھی ظاہر اور باطن میں ہمارے لئے اچھی ہو ممکن ہے کوئی کہے کہ آخرت میں تو ہر چیز اچھی ہوتی ہے وہاں کی چیزوں کے لئے حسنہ کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے سو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بات غلط ہے۔ آخرت میں بھی بعض چیزیں ایسی ہیں جو باطن میں اچھی ہیں مگر ظاہر میں بُری ہیں مثلاً دوزخ ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ انسان کی اصلاح کا ذریعہ ہے پس ایک لحاظ سے وہ اچھی چیز ہے مگر ایک لحاظ سے وہ بُری بھی ہے پس جب آخرت کیلئے خدا تعالیٰ نے حسنہ کا لفظ رکھا تو اس لئے کہ تم یہ دعا کرو کہ الٰہی ہماری اصلاح دوزخ سے نہ ہو بلکہ تیرے فضل سے ہو اور آخرت میں ہمیں وہ چیز نہ دیجیئو جو صرف باطن میں ہی اچھی ہو جیسے دوزخ باطن میں اچھا ہے کہ اس سے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے مگر ظاہر میں بُرا ہے کیونکہ وہ عذاب ہے آخرت میں حسنہ صرف جنت ہے جس کا ظاہر بھی اچھا ہے اور جس کا باطن بھی اچھا ہے۔

پھر فرمایا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہم کو عذاب نار سے بچا اس سے مراد وہی عذاب نار نہیں جو مرنے کے بعد ملے گا یہ عذاب نار دنیا کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے کیونکہ دنیا اور آخرت دونوں کے ساتھ تعلق رکھنے والی دعاؤں کے بعد وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہا گیا ہے پس وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کے معنے یہ ہیں کہ ہمیں دُنیا کے عذاب نار سے بھی بچا اور آخرت کے عذاب نار سے بھی محفوظ رکھ ہم دیکھتے ہیں دُنیا میں کئی لوگ عذاب نار میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ انہیں کئی قسم کے دُکھ ہوتے ہیں تکلیفیں ہوتی ہیں حسرتیں ہوتی ہیں قسم قسم کے مصائب ہوتے ہیں مگر جب انسان اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خدایا مجھے عذاب نار سے بچا تو خدا تعالیٰ اُسے اس عذاب سے بچا لیتا ہے تب وہ چیزیں جو پہلے اس کے لئے نار تھیں جنت بن جاتی ہیں اسی طرح اس سے مراد آخرت کا عذاب بھی ہے جس سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دُعا سکھلائی ہے بظاہر یہ ایک مختصر سی دعا ہے مگر بڑی جامع اور وسیع دعا ہے۔

عذاب النار کے لحاظ سے دنیا کی لڑائی بھی مراد لی جا سکتی ہے کیونکہ لڑائی بھی آگ کا ہی عذاب ہے۔ پس جو شخص یہ دعا کرے گا کہ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ وہ گویا خدا تعالیٰ کے بیان فرمودہ الفاظ میں یہ دعا کریگا کہ الٰہی دُنیا میں مجھ پر کوئی ساعت ایسی نہ آئے جو بُری ہو۔ لڑائی مجھ پر نہ آئے اور یہ آگ کا عذاب میرے قریب نہ پہنچے۔

اگر کوئی سپاہی لڑائی میں شامل ہو اور وہ یہ دعا کرے، تو اس کی دعا کے یہ معنے ہوں گے کہ اس لڑائی کے بد اثرات سے مجھے بچا بندوق کی گولی آئے تو وہ مس کر جائے میرے دائیں نکل جائے یا بائیں نکل جائے اوپر نکل جائے یا نیچے نکل جائے بہرحال وہ مجھے نہ لگے میں اس سے محفوظ ہوں

پس یہ ایک جامع دُعا ہے جو اسلام نے سکھائی ہے۔ اور جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بڑی کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔

(تفسیر سورۃ البقرۃ صفحہ ۴۶۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہل اللہ مصائب و شدائد کے بعد درجات پاتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں۔

"بہت سے لوگ یہاں آتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر عرش پر پہنچ جائیں اور واصلین سے ہو جاویں۔ ایسے لوگ ٹھٹھا کرتے ہیں وہ انبیاء کے حالات کو دیکھیں۔ یہ غلطی ہے جو کہا جاتا ہے کہ کسی ولی کے پاس جا کر صد ہا ولی فی الفور بن گئے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (عنکبوت: ۳)

جب تک انسان آزمایا نہ جاوے۔ فتن میں نہ ڈالا جاوے وہ کب ولی بن سکتا ہے ایک مجلس میں بایزید وعظ فرما رہے تھے وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا جو ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا۔ اس کو آپ سے اندرونی بغض تھا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ پرانے خاندانوں کو چھوڑ کر کسی اور کو لے لیتا ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسمٰعیل کو لے لیا۔ کیونکہ وہ لوگ عیش و عشرت میں پڑ کر خدا کو بھول گئے ہوتے ہیں۔ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ (آل عمران: ۱۴۱)

سو اس شیخ زادے کو خیال آیا کہ یہ ایک معمولی خاندان کا آدمی ہے کہاں سے ایسا صاحب خوارق آگیا۔ کہ لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں اور ہماری طرف نہیں آتے ہیں۔ یہ باتیں خدا تعالیٰ نے حضرت بایزید پر ظاہر کیں تو انہوں نے ایک قصہ کے رنگ میں یہ بیان شروع کیا کہ ایک مجلس میں رات کے وقت ایک لمپ میں پانی سے ملا ہوا تیل جل رہا تھا۔ تیل اور پانی میں بحث ہوئی پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے۔ میں ایک مصفا چیز ہوں اور طہارت کے لئے استعمال کیا جاتا ہوں۔ لیکن نیچے ہوں۔ اس کا باعث کیا ہے؟ تیل نے کہا کہ جس قدر صعوبتیں میں نے کھینچی ہیں۔ تو نے وہ کہاں جھیلی ہیں جن کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی۔ ایک زمانہ تھا جب میں بویا گیا۔ زمین میں مخفی رہا۔ خاکسار رہا۔ پھر خدا کے ارادہ سے بڑھا۔ بڑھنے نہ پایا، کہ کاٹا گیا۔ پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا۔ کولہو میں پیسا گیا۔ پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی کیا ان مصائب کے بعد بھی میں بلندی حاصل نہ کرتا۔

یہ ایک مثال ہے کہ اہل اللہ مصائب و شدائد کے بعد درجات پاتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خیال خام ہے کہ فلاں شخص فلاں کے پاس جا کر بلا مجاہدہ و تزکیہ ایک دم میں صدیقین میں داخل ہو گیا قرآن شریف کو دیکھو کہ خدا کس طرح تم پر راضی ہو جب تک نبیوں کی طرح تم پر مصائب و زوال نہ آویں۔ جنہوں نے بعض وقت تنگ آ کر یہ بھی کہہ دیا۔

حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ (البقرہ: ۲۱۵)

اللہ کے بندے ہمیشہ بلاؤں میں ڈالے گئے پھر خدا نے انہیں قبول کیا۔

(انفاخ قدسیہ صفحہ ۱۸ تا ۱۹)

اسلامی توبہ کا مفہوم

(مکرم مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل ربوہ)

عوام الناس تو توبہ کا مفہوم یہ سمجھتے ہیں کہ صرف زبانی کہہ دیا "میری توبہ" تو سب گناہ بخشے جاتے ہیں مگر قرآن کریم میں ہے۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ (النساء ع ۳)

کہ اللہ کے ذمہ ان لوگوں کی توبہ ہی قبول کرنا ہے جو نادانستہ طور پر برائی اور گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں پھر جلد ہی خدا کے حضور جھک جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توبہ کا مفہوم بیان فرمایا کہ توبہ تاب سے ہے یعنی رجع وہ لوٹ آیا یعنی جس سمت کو جا رہا ہے اس کی مخالف سمت چلنے لگے۔ اگر مغرب کو جا رہا ہے تو مشرق کو چلے اور اگر شمال کو جا رہا ہے تو جنوب کو چلے۔

اسلامی اصطلاح میں یہ مفہوم ہے کہ شیطانی رستہ کو چھوڑ کر رحمانی رستہ اختیار کرے اور برائیوں کو ترک کر کے نیکیوں کا راستہ اختیار کرے تب وہ تائب کہلائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل لوگوں کے اعمال کا جو حال تھا وہ قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے یعنی۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

کہ خشکی اور تری سب جگہ فساد ہی فساد تھا۔ ۳۶۰ بت تو خانہ کعبہ میں رکھے تھے اور نیکی بدی اور حلال حرام میں تمیز نہ تھی غرض برائی ہی برائی تھی ان حالات میں خدا نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا۔ اور آپ نے لوگوں کو توحید اور نیک اعمال کی تلقین کی اور انہیں توبہ کرا کر نیک اعمال پر لگا دیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

كَمْ مُحْدِثٍ مُسْتَنْطِقِ الْعِيْدَانِ
قَدْ صَارَ مِنْكَ مُحَدَّثَ الرَّحْمٰنِ

کتنے لوگ تھے کہ ضلالت و بدعت کے کاموں میں گرفتار تھے۔ سارنگیاں بجانے اور راگ و رنگ میں مشغول رہتے تھے۔ مگر اے خدا کے رسول تیری وجہ سے محدث الرحمان یعنی خدا سے رحمان سے باتیں کرنے والے ہو گئے۔ اس زمانہ میں بھی لوگوں کا یہی حال تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیحی دم سے لوگوں کو پاک اور صاف کیا۔ اور ہزاروں لاکھوں لوگوں کو خدا کے راستہ پر ڈال دیا اور اب وہ تنظیم جماعت کے تحت اپنے علاقہ اور ملک میں اسلام کے غلبہ کی صورت بنا رہے ہیں۔

خلافت ثانیہ کے عہد میں محترم چوہدری فضل احمد صاحب۔ حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا حضور میں سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ مگر میری زندگی پٹواری میں گذری ہے۔ اور میں نے لوگوں سے بہت رشوت لی ہے۔ اس صورت میں میں اس پاک جماعت میں کیسے شامل ہو سکتا ہوں؟ حضور نے فرمایا۔ رشوت کی رقم واپس کر دیں اور جماعت میں داخل ہو جائیں۔ چنانچہ محترم چوہدری صاحب نے اپنا اندوختہ اور زمین بیچ کر رشوت کی رقم واپس کر دی اور پھر حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر توبہ کر لی اور بیعت میں شامل ہو گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ حقیقی توبہ اور نیکی کی صورت میں خدا ایسے لوگوں کو متکفل ہو جاتا ہے۔ بیعت کے بعد محترم چوہدری صاحب نے ترقی کی اور جماعت احمدیہ سیالکوٹ کے امیر بھی مقرر ہوئے آپ اپنی نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے سارے ضلع میں مشہور تھے۔

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

خدا تعالیٰ متقی کا خود متکفل ہوتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

یاد رکھو خدا کے دلائل اور براہین کو جو غور سے نہیں دیکھتے وہ اندھے ہوتے ہیں اور حق کو دیکھ نہیں سکتے اور ان کے سننے کے کان نہیں ہوتے۔ یہ لوگ چارپائے بلکہ ان سے بھی بدتر ہوتے ہیں اور خدا ان کی زندگی کا متکفل نہیں ہوتا خدا تعالیٰ مومن اور متقی کی زندگی کا ذمہ دار ہے هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے دور اور چوپاؤں کے مشابہ ہیں۔ ان کی زندگی کا کفیل نہیں۔ بھلا بتاؤ تو سہی کہ کوئی آدمی ذبح ہوتے ہوئے بکروں کے سر پر بھی بیٹھ کر روتا ہے؟ پھر جو لوگ بکروں سے بھی گئے گزرے ہیں۔ ان کی زندگی کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔

(ملفوظات جلد ۲۔ صفحہ ۱۱۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ اسلام

قریشِ مکّہ کا ظالمانہ سلوک

"جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ دعوت کیا اور بُت پرستی کی علانیہ مذمت شروع کی تو قریش کے چند معززوں نے ابوطالب سے آکر شکایت کی۔ ابوطالب نے نرمی سے سمجھا کر رخصت کر دیا لیکن چونکہ بنائے نزاع قائم تھی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادائے فرض سے باز نہ آسکتے تھے اس لئے یہ سفارت دوبارہ ابوطالب کے پاس آئی اس میں تمام رؤسائے قریش یعنی عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ۔ ابوسفیان عاص بن ہشام۔ ابوجہل۔ ولید بن مغیرہ۔ عاص بن وائل وغیرہ شریک تھے۔ ان لوگوں نے ابوطالب سے کہا کہ "تمہارا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ کہتا ہے۔ ہم کو احمق ٹھہراتا ہے اس لئے یا تو تم بیچ میں سے ہٹ جاؤ یا تم بھی میدان میں آؤ کہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائیگا" ابوطالب نے دیکھا کہ اب حالت نازک ہو گئی ہے۔ قریش اب تحمل نہیں کر سکتے اور میں تنہا قریش کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختصر لفظوں میں کہا کہ جانِ عم! میرے اوپر اتنا بار نہ ڈال کہ میں اٹھا نہ سکوں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری پشت و پناہ جو کچھ تھے ابوطالب تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اب ان کے پائے ثبات میں بھی لغزش ہے آپؐ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا "خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند لاکر دے دیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہ آؤنگا خدا یا اس کام کو پورا کریگا یا میں خود اسپر نثار ہو جاؤنگا۔" آپؐ کی پُر اثر آواز نے ابوطالب کو سخت متاثر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "جا! کوئی شخص تیرا بال بیکا نہیں کر سکتا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدستور دعوتِ اسلام میں مصروف ہوئے۔ قریش اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ نہ کر سکے لیکن طرح طرح کی اذیتیں دیتے تھے، راہ میں کانٹے بچھاتے تھے، نماز پڑھنے میں جسم مبارک پر نجاست ڈال دیتے تھے۔ بدزبانیاں کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپؐ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن معیط نے آپؐ کے گلے میں چادر لپیٹ کر اس زور سے کھینچی کہ آپؐ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔ قریش متحیر تھے کہ آپؐ یہ سب سختیاں کیوں جھیلتے ہیں؟ انسانی دماغ ایسی سخت نفس کُشی اور جانبازی کا مقصد جاہ و دولت اور نام و نمود کی خواہش کے سوا اور کیا خیال کر سکتا ہے۔ قریش نے بھی یہی خیال کیا۔ اس بناء پر عتبہ بن ربیعہ قریش کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا۔ "محمدؐ! کیا چاہتے ہو؟ کیا مکّہ کی ریاست؟ کیا کسی بڑے گھرانے میں شادی؟ کیا دولت کا ذخیرہ؟ ہم یہ سب کچھ مہیا کر سکتے ہیں اور اس پر بھی راضی ہیں کہ کُل مکّہ تمہارا زیر فرمان ہو جائے۔ لیکن ان باتوں سے باز آؤ" عتبہ کو اس درخواست کی کامیابی کا یقین تھا لیکن ان سب ترغیبات کے جواب میں آپؐ نے قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھیں:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ۔

اے محمدؐ کہدے کہ میں تمہیں جیسا آدمی ہوں مجھ پر یہ وحی آئی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک خدا ہے پس سیدھے اسی کی طرف جاؤ اور اسی سے معافی مانگو۔

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا۔ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

کہہ دے کہ کیا تم لوگ خدا کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں یہ زمین پیدا کی۔ اور تم خدا کے شریک قرار دیتے ہو یہی سارے جہان کا پروردگار ہے۔

عتبہ واپس گیا تو وہ عتبہ نہ تھا۔ اس نے قریش سے جاکر کہہ دیا کہ محمدؐ جو کلام پیش کرتے ہیں وہ شاعری نہیں کوئی اور چیز ہے۔ میری یہ رائے ہے کہ تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آجائیں گے تو یہ تمہاری ہی عزت ہے ورنہ عرب ان کو خود فنا کر دے گا۔ لیکن قریش نے یہ رائے منظور نہ کی۔"

(سیرۃ النبی مصنفہ علامہ شبلی نعمانی مجلد اوّل صفحہ ۱۶۱ - صفحہ ۱۶۳)

نوجوان اپنی زندگیاں وقف کریں

تحریک جدید کے مطالبات میں سے ایک اہم مطالبہ وقفِ زندگی ہے۔ آج اسلام اور احمدیت کو ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو دین کی خدمت کے لئے اپنی ساری زندگی وقف کر دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے اور اس ملک میں بھی اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے اور سلسلہ کے کاموں کو مضبوطی سے چلانے کے لئے مجھے ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو اپنی زندگیاں خدمتِ دین کے لئے وقف کریں۔ میں شروع سے بتاتا چلا آرہا ہوں کہ تحریک جدید کا کام وسیع کرنے کے لئے ہمارے پاس روپیہ نہیں۔ اگر ساری جماعت اپنی ساری دولت بھی دے دے تب بھی اتنا روپیہ ہمارے ہاتھ میں نہیں آسکتا جس کے ذریعہ ہم اس کام کو سرانجام دے سکیں جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ اگر ہم کام کر سکتے ہیں تو اس طرح کہ نوجوان اپنی زندگیاں وقف کریں اور قلیل گذاروں پر جو ان کی حیثیت کے لحاظ سے قلیل ہوں کام کریں۔....

پس میں آج پھر اپنی جماعت کے نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ہمت کر کے آگے آئیں اور اس جوش کا ثبوت دیں جس کا اظہار وہ اس طرح کیا کرتے ہیں کہ ہم اپنی جانیں احمدیت کی عزت کی حفاظت کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہیں؟" (الفضل ۸ر دسمبر ۱۹۳۸ء)

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

وصولی چندہ تحریک جدید

سیکرٹریان تحریک جدید کی خدمت میں خاص طور پر درخواست ہے کہ وہ اپنے فرائض کو سمجھتے ہوئے چندہ تحریک جدید جلد از جلد وصول فرما کر مرکز میں ارسال فرمائیں تا بجٹ مقررہ میعاد کے اندر پورا ہو اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک دعاؤں کے وارث ٹھہریں۔

(قائم مقام وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

طبیہ کالج کے طلباء توجّہ کریں

طلباء طبیہ کالج ربوہ کے سالانہ امتحانات ۵ر جولائی ۱۹۷۴ء سے شروع ہو رہے ہیں۔ اور کالج ۱۰ر جولائی کو کھل جائے گا۔ جملہ طلباء کالج حاضر ہو کر اپنی اپنی رول نمبر سلپ حاصل کر لیں۔ (پرنسپل)

نمایاں کامیابی

میری بچی عزیزہ بشریٰ قمر متعلمہ نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ نے امسال پانچویں جماعت کا وظیفہ کا مقابلہ کا امتحان جھنگ سنٹر میں دیا تھا۔ خدا کے فضل سے بچی امتحان میں کامیاب ہو گئی ہے اور وظیفہ حاصل کر لیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے آئندہ ترقیات کا پیش خیمہ بنائے اور بچی کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین (قریشی محمد سعید جامعہ احمدیہ ربوہ)

ھُوَالشَّافِی

دانت مت نکلوائیے!

بفضلہ تعالیٰ جدید میڈیکل سائنس "کیوریٹو سسٹم" کی حیرت انگیز ادویات سے دانتوں کی تمام بیماریاں فوری اور مستقل طور پر ٹھیک ہو جاتی ہیں

اینٹی پائیوریا گوشت خورہ اور مسوڑھوں کی ہر خرابی کا علاج ہے۔

اینٹی کیریز گھن والے، کھوکھلے اور بدرنگ دانتوں کا علاج ہے۔ دانتوں کے متعلق مفید لٹریچر مفت حاصل کریں۔

کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ لاہور۔ کراچی

ہیڈ آفس:- ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

فون:- ۶۰۷، ۶۰۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الٰہی بشارتوں کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس عہد کو پورا کرو جو تم نے خدا تعالیٰ سے کیا ہے

خدا تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے اس شخص کیلئے کھولتا ہے جو اس سے سچا، حقیقی اور پختہ تعلق رکھتا ہو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ ر اگست ۱۹۶۸ء میں اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو نبھانے کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ

وہ لوگ جو اپنے اس عہد کو توڑ دیتے ہیں جو انہوں نے اللہ سے باندھا اور اس کے بدلہ میں دُنیا کی ایسی حقیر نعمتوں کو ایسی حقیر چیزوں کو حاصل کرتے ہیں کہ اُخروی نعماء کے مقابلہ میں ان کی کوئی قیمت ہی نہیں۔ انہیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بڑا مہنگا سودا ہے۔ دُنیا کی چند جھوٹی مسرتوں والی گھڑیاں اس زندگی میں شاید وہ گذار لیں۔ ایک مصنوعی آرام۔ ایک بے وفا لذت اور ایک بے حقیقت مسرت۔ لیکن پھر ایسے لوگوں کو اُخروی زندگی کی نعماء میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ

اس لئے سچا سودا کرنے والا وہی ہے جو اپنے رب سے سودا کرتا اور اپنے عہد کو آخری دم تک نباہتا ہے۔ نفع مند تجارت اسی کی ہے جو ثمن قلیل کو چھوڑتا اور اس سرمایہ کو اور اس نفع کو حاصل کرتا ہے جو سرمایہ کبھی ختم نہ ہوگا جو نفع ابدی طور پر اسے حاصل ہوتا رہیگا

اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب میں جس کی تفسیر بہت سی دوسری آیات میں پائی جاتی ہے جن میں سے بعض کا ذکر میں نے اس مضمون میں بیان کیا ہے یہ فرمایا کہ اللہ کا حکم رحمت کے دروازے کھلنے کے متعلق اس شخص کے لئے ہوتا ہے جو اس عہد پر مضبوطی سے قائم رہے جو عہد اللہ تعالیٰ نے اس سے لیا جو عہد بیعت اس نے خدا اور اس کے رسول اور اس کے خلفاء سے کیا۔ ایک تو وہ ہیں کہ جن کا انجام بخیر ہوا کہ آخری سانس تک وہ اس عہد پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے اور ایک وہ ہیں جن کے ثبات قدم میں کہیں تزلزل واقع نہیں ہوتا۔ کبھی ان کو خیال ہی نہیں آتا کہ دُنیا کے کسی لالچ یا دُنیا کے کسی خوف کی وجہ سے اپنے رب سے اپنا تعلق قطع کر لیں گے اور اس عہد کو وہ توڑ دیں گے۔

جب وہ اپنے عہد پر اسی مضبوطی کے ساتھ قائم ہوتے ہیں اور اپنے رب کے لئے ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور حقیقی مسرت ان خوشیوں سے حاصل کرتے ہیں جو ان کے رب کی طرف سے ان کو ملیں اور وہ جانتے ہیں کہ جو مسرتیں شیطان اور شیطان کے منبع سے حاصل ہوتی ہیں وہ بے حقیقت ہیں جو ابدی سرور سے محروم کر دینے والی ہیں تو یہ وہ لوگ ہیں

صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ

اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا سلوک کرے گا جیسا کہ اس کی اگلی آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ غفور الرحیم ہے ۔۔۔ انسان کے زبانی وعدے کچھ بھی کام نہیں آتے۔ تقویٰ کی روح اور صلاحیت والے اعمال اور استقامت رکھنے والا دل اور ایثار پیشہ نفس جو ہے وہ خدا تعالیٰ کو پیارا ہے اور اس کے نتیجہ میں انسان پر رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور یہی وہ چیز ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میرے اس بندے نے مجھ سے ایک عہد باندھا میں نے اسے ہر طرح آزمایا۔ میں نے شیطان کو کہا کہ اس کو جسمانی تکلیف دو۔ شیطان نے اس کو جسمانی تکالیف پہنچائیں تو میرے بندے نے کہا کہ میں ان تکالیف کی کیا پرواہ کرتا ہوں۔ اگر ان تکالیف کو اٹھا کر میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے۔ میں نے شیطان کو کہا کہ اس کو مالی ابتلاء میں ڈال دے میرے بندے نے کہا کہ کچھ مال کیا اگر سارا مال بھی قربان ہو جائے تو میں اپنے رب کے دامن کو چھوڑوں گا نہیں۔ ہر قسم کا حیلہ اور حربہ جو شیطان نے میری اجازت سے (کیونکہ قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اجازت دی ہوئی ہے) اس بندے کے خلاف استعمال کیا اور شیطان نے دیکھا اور میں نے پایا کہ میرا وہ بندہ مجھ سے سچا اور حقیقی اور پختہ تعلق رکھتا ہے تب میں ایسے شخص پر اپنی رحمت کے دروازے کھولتا ہوں۔

خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کا دل خدا تعالیٰ کو ایسا ہی پیارا ہو جیسا کہ وہ دل اسے پیارے ہیں جن کا ذکر خدا تعالیٰ نے سورۃ احزاب کی ان آیات میں کیا ہے۔"

(الفضل ۹ رجولائی ۱۹۷۲ء)

مستحقین محرومین کیلئے گندم کی امداد کی تحریک

ہر سال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت ربوہ میں یتامیٰ، بیواؤں اور مساکین کے لئے کم و بیش سال بھر کی گندم بطور امداد مہیا کی جاتی ہے۔ اس نیک تحریک میں حصہ لینے والے متعدد اصحاب بھی گندم کی شکل میں یا نقدی کی شکل میں اس میں شرکت فرماتے ہیں۔ اس طرح مرکزی رقم کے علاوہ ان احباب کی طرف سے بطور ثواب بھی کافی اعانت ہو جاتی ہے۔

اب بھی جو دوست بصورت نقدی اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیں وہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں "امداد مستحقین محرومین کھاتہ ۴۵۵۰/ ۳۲۵-۱۷۲" میں رقم بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ جو احباب بصورت گندم امداد دینا چاہیں وہ اپنے صدر صاحب محلہ کی معرفت میرے دفتر میں گندم بھجوا دیں۔ شکریہ

احباب براہِ کرم اس نیکی میں شمولیت کے لئے جلدی فرمائیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) ربوہ)

درخواست دعا

مکرم حاجی محمد ابراہیم صاحب خلیل سابق مبلغ مشرقی افریقہ کافی عرصہ سے بعارضہ فالج بیمار چلے آرہے ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

امراء و صدر اصحاب جماعتہائے احمدیہ کی خدمت میں گزارش

جماعتہائے احمدیہ پاکستان کے امراء و صدر اصحاب کی خدمت میں گزارش ہے کہ ازراہِ کرم چندہ کی رقوم بذریعہ منی آرڈر وغیرہ بھجوانے کی بجائے کسی دوست کے ذریعہ مرکز میں بھجوا دی جائیں تاکہ رقوم جلدی مل جائیں منی آرڈر وغیرہ کے ذریعہ رقم بھجوانے سے وصولی میں دیر ہو جاتی ہے۔

(ناظر بیت المال آمد ربوہ)

ربوہ میں آندھی اور بارش

(ربوہ ۴ روفا (جولائی) کل ۳ بجے سہ پہر سے تقریباً چھ بجے شام تک یہاں بھی تیز آندھی چلتی رہی تیز تیز بارش بھی ہوتی رہی بعد ازاں رات گئے تک وقفہ وقفہ سے ہلکی بارش کا سلسلہ جاری رہا جس کے ساتھ تیز ہوا بھی تھی۔ آج صبح بھی مطلع ابر آلود ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴